قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 07 اکتوبر 2020ء | 20 صفر 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 237

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَی الرَّسُوۡلِ تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ

(المائدۃ: 84)

اور جب وہ اسے سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف اتارا گیا تو تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تلاوت قرآن سن کر آنکھوں میں آنسو بھر آنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کو کیسے قرآن سناؤں، حالانکہ آپ پر تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے تلاوت سنوں۔ سو میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی، حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: فَکَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَہِیۡدٍ وَّجِئۡنَا بِکَ عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ شَہِیۡدًا (النساء 42) پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام لوگوں پر گواہ بنائیں گے۔ تو آپ کہنے لگے: بس بس، رک جاؤ۔ میں نے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب البکاء عند قراءۃ القرآن)

فرمان خلیفہ وقت

پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رآی بقراۃ القرآن او تأکل بہ، او فجر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبودار پھل کی طرح ہیں جس کا مزا بھی اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے۔ کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آرہی ہو گی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آرہا ہو گا اور جب اس پر عمل کر رہا ہو

بقیہ صفحہ 8 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

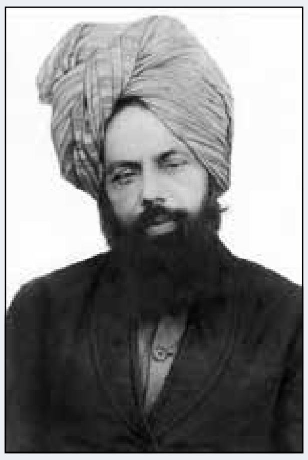

خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت

ایڈیٹر بدر تحریر کرتے ہیں کہ:۔

صبح کو حضرت سیر کے واسطے تشریف لے گئے۔ خدام ساتھ تھے۔ حافظ محبوب الرحمن صاحب جو کہ اخویم منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس حاجی پورہ اور بھائی جان منشی ظفر احمد صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں ساتھ تھے۔حضرت نے حافظ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ:۔

یہ قرآن شریف اچھا پڑھتے ہیں اور میں نے اسی واسطے ان کو یہاں رکھ لیا ہے کہ ہر روز اُن سے قرآن شریف سُنا کریں گے۔ مجھے بہت شوق ہے کہ کوئی شخص عمدہ، صحیح، خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والا ہو تو اس سے سُنا کروں۔

پھر حافظ صاحب موصوف کو مخاطب کر کے حضرت نے فرمایا کہ:۔ آج آپ سیر میں کچھ سنائیں۔

چنانچہ تھوڑی دور جا کر آپ نہایت سادگی کے ساتھ ایک کھیت کے کنارے زمین پر بیٹھ گئے اور تمام خدام بھی زمین پر بیٹھ گئے اور حافظ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے سورہ دہر پڑھی جس کے بعد آپ سیر کے واسطے آگے تشریف لے گئے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 197)

قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے۔ بلکہ اسقدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور خود اس میں ایک اثر ہے۔عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔جس شئے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔حضرت داؤد کی زبور گیتوں میں تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤد خدا تعالیٰ کی مناجات کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 524)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- محبت کا ایک آنسو (دربارِ خلافت)
- جوانی جنون کا حصہ ہے
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

دربارِ خلافت

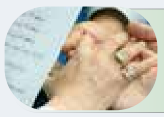

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اسی طرح آج کل یورپ میں اسلام کو بدنام کرنے کا ایک ایشو پردہ کا بھی اٹھا ہوا ہے۔ ہماری بچیاں جو ہیں اور عورتیں جو ہیں ان کا کام ہے کہ اس بارے میں ایک مہم کی صورت میں اخباروں میں مضامین اور خطوط لکھیں۔ انگلستان میں یا جرمنی وغیرہ میں بچیوں نے اس بارے میں بڑا اچھا کام کیا ہے کہ پردہ عورت کی عزت کے لئے ہے اور یہ تصور ہے جو مذہب دیتا ہے، ہر مذہب نے دیا ہے کہ عورت کی عزت قائم کی جائے۔ بعضوں نے تو پھر بعد میں اس کی صورت بگاڑ لی۔ عیسائیت میں تو ماضی میں زیادہ دور کا عرصہ بھی نہیں ہوا جب عورت کے حقوق نہیں ملتے تھے اور اس کو پابند کیا جاتا تھا، بعض پابندیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ تو بہرحال یہ عورت کی عزت کے لئے ہے۔ عورت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی عزت چاہتی ہے اور ہر شخص چاہتا ہے لیکن عورت کا ایک اپنا وقار ہے جس وقار کو وہ قائم رکھنا چاہتی ہے اور رکھنا چاہئے۔ اور اسلام عورت کی عزت اور احترام اور حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ پس یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو پردہ پہنایا جاتا ہے یا حجاب کا کہا جاتا ہے۔ بلکہ عورت کو اس کی انفرادیت قائم کرنے اور مقام دلوانے کے لئے یہ سب کوشش ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں ان احمدی لڑکیوں کو بھی کہتا ہوں جو کسی قسم کے complex میں مبتلا ہیں کہ اگر دنیا کی باتوں سے گھبرا کر یا فیشن کی رَو میں بہہ کر انہوں نے اپنے حجاب اور پردے اتار دیئے تو پھر آپ کی عزتوں کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔ آپ کی عزت دین کی عزت کے ساتھ ہے۔ میں پہلے بھی ایک مرتبہ ایک واقعہ کا ذکر کر چکا ہوں۔ اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔ ایک احمدی بچی کو اس کے باس (Boss) نے نوٹس دیا کہ اگر تم حجاب لے کر دفتر آئی تو تمہیں کام سے فارغ کر دیا جائے گا اور ایک مہینہ کا نوٹس ہے۔ اس بچی نے دعا کی کہ اے اللہ! میں تو تیرے حکم کے مطابق یہ کام کر رہی ہوں اور تیرے دین پر عمل کرتے ہوئے یہ پردہ کر رہی ہوں۔ کوئی صورت نکال۔ اور اگر ملازمت میرے لئے اچھی نہیں تو ٹھیک ہے پھر کوئی اور بہتر انتظام کر دے۔ تو بہرحال ایک مہینہ تک وہ افسر اس بچی کو تنگ کرتا رہا کہ بس اتنے دن رہ گئے ہیں اس کے بعد تمہیں فارغ کر دیا جائے گا۔ اور یہ بچی دعا کرتی رہی۔ آخر ایک ماہ کے بعد یہ بچی تو اپنی کام پر قائم رہی لیکن اس افسر کو اس کے بالا افسر نے اس کی کسی غلطی کی وجہ سے فارغ کر دیا یا دوسری جگہ بھجوا دیا اور اس طرح اس کی جان چھوٹی۔ اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو خدا تعالیٰ ایسے طریق سے مدد فرماتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کے الفاظ دل سے نکلتے ہیں۔ پھر نویں شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلق اللہ سے ہمدردی اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کا لکھا ہے۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 مطبوعہ ربوہ)

یہ بھی حقیقی رنگ میں اس وقت ہوسکتا ہے جب خالص ہمدردی کے جذبے کے تحت دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کی کوشش کریں اور انہیں کامل اور مکمل دین کے بارے میں بتائیں۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب پیغام پہنچانے والے کے اپنے عمل بھی اس تعلیم کے مطابق ہوں گے۔ اور پھر ایک درد کے ساتھ ماحول میں پیغام پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

شرائطِ بیعت کی آخری شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے اطاعت اور تعلق سب دنیاوی رشتوں سے زیادہ ہو۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس ہر ایک کو جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے رشتے، ہماری عزیز داریاں، ہمارے تعلقات، ہماری قرابت داریاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں حائل تو نہیں ہو رہے اور اس کے معیار کا علم ہمیں اس وقت ہوگا جب ہم آپ کی تعلیم (جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہے) کا جُوا مکمل طور پر اپنے گلے میں ڈالنے والے ہوں گے یا اس کے لئے کوشش کرنے والے ہوں گے۔ آپ نے اپنے بعد جس قدرتِ ثانیہ کے آنے کی خوشخبری دی تھی جو دائمی ہوگی اس قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کے ساتھ کامل اطاعت اور وفا کا نمونہ بھی آپ دکھائیں گے۔ اگر ہر ایک حقیقی تعلق کو قائم رکھنے کا عہد کرے گا تو وہ حقیقت میں آپ کی جماعت میں شمار ہوگا ورنہ احمدیت کا صرف لیبل ہے۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں آنے والے احمدی آگے نکل کر ان برکات سے فیض پالیں اور پرانے احمدی جن کے باپ دادا نے قربانیاں دے کر احمدیت کے چشمے اپنے گھروں میں جاری کئے تھے وہ اس چشمے سے محروم ہو جائیں۔ پس بہت دعاؤں اور توجہ کی ضرورت ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ 20 مورخہ 14 مئی تا 20 مئی 2010 صفحہ 5 تا 8)

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2010ء)

محبت کا ایک آنسو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن سات قسم کے آدمی عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس کے متعلق آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ: رجل ذکر اللہ خالیا فاضت عیناہ یہ پر کیف نظم اسی تنہائی کے آنسو کی تقریب میں کی گئی ہے۔

ہزار علم و عمل سے ہے بالیقیں بہتر
وہ ایک اشک محبت جو آنکھ سے ٹپکا
خراجِ حُسن میں ہم جنس سے گراں مایہ
نذورِ عشق میں کیا خوب گوہر یکتا
خلاصۂ ہمہ عالم ہے قلب مومن کا
خلاصۂ دل مومن یہ اشک کا قطرہ
نہ انفعال، نہ حسرت، نہ خوف وغم باعث
وہ ایک اور ہی منبع ہے جس سے یہ نکلا
نہ اس کے راز کو دو کے سوا کوئی جانے
نہ ہی کسی کو خبر کب بنا کہاں ڈھلکا
جو جھلکے آنکھ میں تو مست و بے خبر کر دے
گرے تو لیویں ملائک اسے لپک کے اٹھا
نہیں زمانہ میں اس سا کوئی فصیح و بلیغ
جو دل کا حال ہو دلبر سے اس طرح کہتا
عرق ہے خون دل عاشقاں کا یہ آنسو
یہی ہے نار محبت سے جو کشید ہوا
یہ تحفہ وہ ہے جو خالص خدا کی خاطر ہے
نہیں ہے اس میں ریا اور نفاق کا شعبہ
پناہ تیزیٔ خورشید روز محشر ہے
ملے گا اشک کی برکت سے عرش کا سایہ
جو ”عین جاریہ“ درکار ہے اے زاہد خشک
تو ”عین جاریہ“ اپنی بھی کچھ بہا کے دکھا
میں کیا سرشک محبت تری کروں تعریف
کہ ذات باری نے خود تجھ کو دوست فرمایا

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ الفضل 23 اکتوبر 1924ء)

اداریہ

اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ (الحدیث)

جوانی جنون کا حصہ ہے

انسان کی زندگی کو بالعموم تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ بچپن 2۔ جوانی 3۔ بڑھاپا

آج مجھے جوانی کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات بیان کرنی ہیں۔ جوانی، جوان ہونے، زمانہ شباب یا بلوغت کو کہتے ہیں۔ اور اس کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک نوجوان یعنی نوعمر، نوخیز یعنی ابھی جوانی کا آغاز ہوا ہو اور دوسرا معیار جوان ہے۔ جب انسان لڑکپن دَور سے نکل چکا ہو۔ سیانے پن میں داخل ہو چکا ہو۔ اور اس دوسرے دور میں بالعموم ایک انسان کی شادی ہو چکی ہوتی ہے۔ صاحب اولاد بھی ہوتا ہے اور دوسری طرف والدین، بہن، بھائی اور سسرالی رشتے بھی ہوتے ہیں۔ بیوی اور اولاد کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان بزرگ رشتوں کی قدر و منزلت کو سمجھنا اور ان کے حقوق کی ادائیگی اس جوان کا فرض ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں اس دَور کی تخصیص، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے نام سے کی جاتی ہے یعنی نوجوانوں کی تنظیم۔ نوجوان مردوں کے لئے خدام الاحمدیہ اور نوجوان احمدی بچیوں کے لئے لجنہ اماء اللہ۔ اور بانی ذیلی تناظیم حضرت مصلح موعودؓ نے انہی نوجوانوں کے متعلق فرمایا ہے۔ ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔‘‘

مذہبی دنیا میں نوجوانوں (مرد وعورت) کی بہت اہمیت رہی ہے۔ جب مذاہب عالم کا ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء پر ابتدائی ایمان لانے والوں میں نوجوان (خواہ مرد ہوں یا عورت) کی تعداد زیادہ رہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو خود نبوت کا درجہ 40 سال کے بعد ملا۔ جب وہ عالم شباب کا دور نہایت تقویٰ اخلاص اور قربانیوں کے ساتھ جوان صالح اور جوان بخت رہ کر گزار چکے ہوتے ہیں۔

انسان کی زندگی لاریب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی عطاء اور عظیم نعمت ہے۔ جو رب العالمین کی طرف سے ہمارے پاس ایک امانت کے طور پر ہے اس کی حفاظت، دیکھ بھال اور اس کے حقوق کی ادائیگی ہر انسان پر فرض ہے۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن یہ امانت جلد یا بدیر خالق حقیقی کو واپس کرنی ہے۔

اس امانت کی حفاظت اور اس نعمت کی دیکھ بھال کے لئے ایک انسان کے پاس بہترین وقت اس کی جوانی ہے۔ جب وہ تندرست و توانا ہوتا ہے اور اپنے جسمانی، ذہنی، اخلاقی، روحانی قویٰ کا استعمال بہترین انداز اور پوری قوت وطاقت کے ساتھ کرسکتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں جوانی کی عمر اور عنفوان شباب کا عالم بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور اسی کی بہت فضلیت بیان ہوئی ہے جب وہ اپنی بے پناہ قوت اور صلاحیت کے ساتھ تمام دینی و دنیاوی فرائض احسن طریق پر ادا کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے نوجوان احمدی خدام کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور اپنی اس عمر کو ایسے رنگ میں گزاریں جس طرح آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی گزاری۔

آنحضور ﷺ نے نوجوان طبقہ کی رہنمائی اور دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کے لئے بہت سی زریں ہدایات سے نوازا ہے۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا ہے۔

اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ

(تفسیر الدر المنثور زیر آیت 123 سورۃ النساء)

کہ عہد جوانی جنون کا ایک حصہ ہے۔

عربی زبان میں جنون کے ایک معنی جوش، ولولہ، عزم اور نئی امنگ کے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے اس پُرحکمت ارشاد میں نوجوانوں کو اسی لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔

مکرم مولانا دوست محمد شاہد مرحوم مؤرّخ احمدیت اس حدیث کی تشریح میں اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ

’’آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان میں (احمدی) نوجوانوں کو اس لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جوانی کے زمانے کو جو اللہ تعالیٰ نے خاص فضل سے تمہیں عطا کیا ہے غنیمت سمجھو اور دین کی خدمت میں پورے جوش وخروش کے ساتھ سرگرم عمل رہو ورنہ جوانی کے بعد دینی خدمات کا خیال قوت عملیہ نہ ہونے کی وجہ سے خواب پریشان بن کے رہ جائے گا۔ اس حدیث میں جنون کا لفظ اس واضح حقیقت کی نشان دہی بھی کرتا ہے کہ ایک دیوانہ جب کسی رَو میں بہہ جاتا ہے تو اس کی زندگی کے دھارے کو بدلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی حال نوجوانوں کا ہے۔ اگر ایک نوجوان ابتداء ہی سے خدمت دین، ذکر الٰہی اور اخلاق فاضلہ میں راسخ ہوجائے تو اس کی پوری عمر اسلامی سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ بصورت دیگر جوانی کے غلط خیالات وجذبات کا طوفان اس کے اخلاق اور روحانیت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور جب ہوش کی آنکھ کھلتی ہے تو کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتا۔‘‘

(ماہنامہ خالد جون 2007ء صفحہ 17)

اللہ تعالیٰ کو جوانی کے عالم میں توبہ بہت پسند ہے۔ توبہ تو زندگی کے کسی مرحلہ پر کی جاسکتی ہے لیکن جوانی کی توبہ کی اسلام میں بہت اہمیت ہے بلکہ فضلیت کے اعتبار سے جوانی کی توبہ افضل ترین ہے کیونکہ بڑھاپے میں قویٰ مضحل ہو چکے ہوتے ہیں۔ آرزوئیں، تمنائیں اور خواہشات دم توڑ چکی ہوتی ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ مِنْ شَابٍّ تَائِبٍ

(ابن عدی الکامل فی ضعفاء الرجال جلد 4 صفحہ 118)

کہ اللہ تعالیٰ کو جوانی کی توبہ سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔

اسی مضمون کو سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یوں بھی بیان فرمایا کہ إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الشَّابَّ التَّائِبَ کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے نوجوان سے زیادہ پسندیدہ کوئی شخص نہیں۔

(کنزل العمال کتاب التوحید حدیث نمبر 10181)

شیخ سعدی کا مشہور قول ہے ’’در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری‘‘ کہ جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ اور طریق رہا ہے۔ ہم اگر اپنے زمانہ پر نگاہ ڈالیں تو ہر تنظیم، تحریک، جماعت اور فوج میں نوجوانوں کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ان سوسائٹیز، تنظیموں کا مستقبل ان نوجوانوں سے جُڑا ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فوجیں یا حکومتیں سب سے پہلے اپنے مخالف طبقہ کے نوجوانوں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک تباہ اور نیست و نابود کرتے ہیں۔ تا آئندہ کچھ سالوں تک یہ قوم اٹھنے نہ پائے۔ ابھی حال ہی میں عراق، افغانستان، فلسطین اور کشمیر کے ساتھ ایسا ہوتا ہم دیکھ آئے ہیں۔

آجکل الیکٹرانک دنیا میں یہودیوں اور عیسائیوں نے کمال ہوشیاری سے ساری دنیا میں پھیلے مسلمان نوجوان طبقہ پر سوشل میڈیا سے ایسا تباہ کن حملہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کو اس میں ایسا جکڑا ہوا ہے ان کے اخلاق اور روحانی قدریں تباہ ہو کر رہ گئی ہیں۔

اس کے بالمقابل مذہبی دنیا کا جائزہ لیں کہ اصحاب کہف زیادہ تر نوجوان تھے۔ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والے جوان تھے۔ اصحاب الصفہ زیادہ تر نوجوانوں پر مشتمل تھے اور جب ہم اسلام کے ابتدائی ایام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم یہ اوپر لکھ آئے ہیں کہ آنحضور ﷺ پر ایمان لانے والے صحابہ کا تعلق نوجوان طبقہ سے تھا۔ جن کی آنحضور ﷺ نے ایسی تربیت اور تنظیم فرمائی کہ یہ مستقبل کے سپہ سالار بنے۔ ان کے ہاتھوں میں اسلام کی بھاگ دوڑ تھمائی گئی۔ حتیٰ کہ ہجرت مدینہ کے وقت بھی انہی تربیت یافتہ نوجوانوں نے بطور مربی اور استاد انصار بھائیوں کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’انبیاء علیہم السلام پر ابتدائے زمانہ میں ایمان لانے والے زیادہ تر نوجوان ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ بوڑھے بوڑھے اس کے سلسلہ میں شامل ہوں۔ اور چند روز خدمت کر کے وہ وفات پا جائیں اور سلسلہ کی تعلیم کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے والے کوئی نہ رہیں۔ پس وہ بوڑھوں کی بجائے زیادہ تر نوجوانوں کو اپنے سلسلہ میں شامل کرتا ہے اور نوجوانوں کی جماعت کو ہی نبی کی تربیت میں رکھ کر درست کرتا ہے۔ تا کہ وہ نبی کی وفات کے بعد ایک لمبے عرصہ تک اس کے لائے ہوئے نور کو دنیا میں پھیلا سکیں۔ اور اس کی تعلیم کی اشاعت اور ترویج میں حصہ لے سکیں۔ رسول کریم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو آپ کے مقرب ترین صحابہ قریباً سارے ہی ایسے تھے جو عمر میں آپؐ سے چھوٹے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ سے اڑھائی سال عمر میں چھوٹے تھے۔ حضرت عمرؓ آپؐ سے ساڑھے آٹھ سال عمر میں چھوٹے تھے اور حضرت علیؓ آپؐ سے انتیس سال عمر میں چھوٹے تھے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی 20 سال سے لے کر 25 سال تک آپؐ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ یہ نوجوانوں کی جماعت تھی جو آپؐ پر ایمان لائی اور اس جوانی کے ایمان کی وجہ سے بھی مسلمانوں کی جماعت کو یہ فائدہ پہنچا کہ چونکہ یہ ایک لمبے عرصہ تک رسول کریم ﷺ کی تربیت میں رہے تھے اور پھر ان کی عمریں چھوٹی تھیں اس لئے رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہ لوگ ایک عرصہ دراز تک لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ رسول کریم ﷺ دعوی نبوت کے بعد 23 سال کے قریب زندہ رہے ہیں۔ اب اگر ساٹھ سال بوڑھے ہی آپؐ پر ایمان لاتے اور نوجوان طبقہ اس میں شامل نہ ہوتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ان میں سے اکثر مکہ میں ہی وفات پا جاتے اور مدینہ کے لوگوں کے لئے نئی ٹریننگ شروع کرنی پڑتی۔ کیونکہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ پہنچتے تو پہلی تمام جماعت ختم ہوچکی ہوتی اور آپؐ کو ضرورت محسوس ہوتی کہ ایک اور جماعت تیار کریں جو اسلام کی باتوں کو سمجھے۔ اور آپؐ کے نمونہ کو دیکھ کر وہی نمونہ دوسروں کو اختیار کرنے کی تلقین کرے۔ اگر

ایسا ہوتا تو اسلام کے لئے کس قدر مشکلات ہوتیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اس لئے ایسا انتظام فرمایا کہ رسول کریم ﷺ جب مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے تو بجائے کسی نئی جماعت کے ٹریننگ کے وہی نوجوان جو مکہ میں آپؐ پر ایمان لائے تھے اس قابل ہو چکے تھے کہ فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لیں۔ چنانچہ 11 سال کا علی مدینہ پہنچتے وقت 24سال کا جوان تھا اور 17 سال کا زبیر مدینہ جاتے وقت تیس سال کا جوان تھا۔ یہی حال باقی نوجوان صحابہؓ کا بھی تھا۔ کوئی ان میں سے تیس سال کا تھا کوئی چونتیس سال کا تھا اور کوئی 35 سال کا تھا۔ پس بجائے اس کے رسول کریم ﷺ کو نئے سرے سے ایک جماعت بنانی پڑتی جب آپ مدینہ میں پہنچے اور کام وسیع ہوگیا تو آپؐ کو انہی نوجوانوں میں سے بہت سے مدرس مل گئے۔ جنہوں نے مکہ میں آپؐ سے سبق حاصل کیا تھا اور 10 سال تک مدینہ میں بھی انہیں رسول کریم ﷺ کی شاگردی میں رہنے کا موقع مل گیا۔''

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 199-200 ایڈیشن اول)

آئیں دیکھتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ان فدائی نوجوان صحابہ جیسا مقام پانے کے لئے امت کے دیگر نوجوان طبقہ کو کن الفاظ میں توجہ دلائی۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن 7طرح کے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا سایہ حاصل ہو گا جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کسی اور طرح کا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ان 7قسم کے انسانوں میں سے دوسرے نمبر پر فرمایا کہ شَابٌّ نَشَأَفِي عِبَادَةِ اللهِ (بخاری جلد اول صفحہ 191) کہ ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری۔

پھر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کے قدم اپنی اپنی جگہ سے یعنی حساب کی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے یہاں تک کہ اس سے 5امور کے بارہ میں سوال نہ کرلیا جائے۔ ان پانچ امور میں سے دوسرے نمبر پر یہ سوال ہوگا کہ ''جوانی کی توانائی کہاں صرف کی؟''

(ترمذی باب صفة القیامہ)

یہاں آنحضور ﷺ نے سوال کہ عمر کن کاموں میں گنوائی؟ کے بعد جوانی کے حوالہ سے سوال کیا ہے۔ کسی اور عمر والے کے متعلق سوال کی تخصیص نہیں۔ ایک عمومی طور پر عمر بارے سوال ہو گا کہ کن کاموں میں گنوائی۔ لیکن بعض محدثین نے ان پانچ امور میں سے چار کا تعلق جوان عمری سے باندھا ہے۔ جیسے

1۔عمر کن کاموں میں گنوائی۔ یہاں بالعموم سوال ہے جس میں ہر انسان کی نوجوانی شامل ہے۔

2۔مال کے متعلق سوال ہو گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ انسان مال کا حصول اپنی جوانی سے ہی شروع کرتا ہے۔ اور خرچ کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔

3۔جو علم حاصل کیا اس پر کہاں تک عمل کیا؟ انسان علم کے حصول کے لئے اپنی جوانی سے ہی کرتا ہے۔ اور اس پر عمل بارے بھی سوال کیا ہو گا۔

حضرت عمر بن میمونؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ 5چیزوں کو 5چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔

1۔جوانی کو بڑھاپے سے قبل

2۔صحت کو بیماری سے قبل

3۔خوشحالی کو ناداری سے قبل

4۔فراغت کو مصروفیت سے قبل

5۔زندگی کو موت سے پہلے (ترمذی)

ان 5امور میں سے نمبر 1 کا تو براہ راست جوانی سے تعلق ہے جبکہ باقی امور کا بلاواسطہ نوجوان طبقہ سے تعلق ہے۔ ابھی چند دن قبل ہم دوست ایک جگہ چائے پر اکٹھے ہوئے وہاں بڑھاپے کی بیماریوں کا ذکر چل نکلا۔ ایک دوست نے کہا کہ 60-65سال کی عمر میں جاکر انسان مختلف بیماریوں کا مرقع (مجموعہ) بن جاتا ہے۔ جوڑوں کی درد، گھٹنے کی درد، چلنے پھرنے سے عاری۔ نزلہ زکام اور کئی بیماریاں وغیرہ وغیرہ اس وقت نماز کا بھی حق کماحقہ ادا نہیں ہوتا۔ گھٹنوں کی درد کی وجہ سے انسان کرسی پر ہونے کی وجہ سے سجدہ بھی نہیں کر پاتا۔ جو مزہ جوانی میں زمین پر ناک اور ماتھا رکھ کر اللہ کے حضور جھک کر دعا کرنے کا مزہ تھا وہ اب حاصل نہیں۔ یہی مضمون ہے جو مندرج بالا حدیث میں بیان ہوا ہے۔ ہمارے ایک دوست کہتے تھے کہ جوانی کے عالم میں اولاد پیدا کرلو جو بڑھاپے کا ساتھ بن جاتی ہے۔

الغرض ہر مذہب، ہر سوسائٹی میں نوجوان طبقہ نے بڑا کام کیا ہے۔ یہ دَور دراصل انسانی زندگی کا سنہری دَور ہوتا ہے۔ نوجوان ہی کسی قوم کا عظیم سرمایہ ہوتے ہیں اور قوموں کے عروج و زوال کی داستان بھی اسی سرمایہ کی مرہون منت ہوتی ہے۔ جیسے اسلام کو جو ترقیات اور فتوحات نصیب ہوئیں۔ وہ درج ذیل نوجوان صحابہ کی مرہون منت تھیں۔

حضرت علیؓ (غزوہ خیبر میں اسلام کا علم بلند کیا)، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عمار بن یاسر، حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابن عمر، حضرت بن عباس اور حضرت ابن زبیر رضوان اللہ تعالیٰ عنہم

پھر بعد کی اسلامی تاریخ میں محمد بن قاسم، طارق بن زیاد اور صلاح الدین ایوبی جیسے نوجوان مسلم سپہ سالاروں نے اپنے کارناموں سے تاریخ رقم کی۔ اور دوسری قومیں آپ نوجوان سالاروں کے رعب و دبدبہ سے کانپتی رہی۔

علمی میدان میں مفسرین و محدثین جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام غزالی اور ابن تیمیہ نے اپنی جوان سالی میں ہی اسلامی تاریخ میں معرکے انجام دیئے۔

اور سب سے بڑھ کر ہمارے بہت ہی پیارے مربی سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی تمام جوانی اس امر سے عبارت ہے کہ آپ نے اپنے خالق اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کر دیا اور اس کی مخلوق کا بھی۔ آپؐ نے جوانی کے عالم میں بھی ایک بڑھیا کا بوجھ ہلکا کیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کی جوانی میں نیکی اور دیانت داری سے ہی قائل ہو کر شادی کا پیغام بھجوایا تھا۔ آپؐ جوانی کی عمر میں کامیاب تاجر ثابت ہوئے۔ ایسا کیوں ہوا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ بچپن میں آپؐ کا دل نکال کر صاف کر دیا تھا اور دشمن یہ کہہ اُٹھا تھا کہ آپؐ صادق وامین ہیں۔ جوانی ہی کے عالم میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجر اسود سے متعلق جھگڑا چکانے کے لئے دشمن نے آپؐ کو چنا۔ آپ کی جوانی پرہیز گاری، معصومیت، نیکی کی وجہ سے مشہور تھی۔ اپنے اور پرائے اپنے فیصلے اس نوجوان سے کروانا باعث سعادت سمجھتے تھے۔ حلف الفضول میں ہونے کی وجہ سے آپ کی نیک شہرت اور رعب و دبدبہ نے ہی ابوجہل کو کسی کی دبائی ہوئی رقم واپس کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اپنی نیکیوں اور توکل کی وجہ سے دشمن بھی کہہ اٹھا تھا کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ کہ محمد اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔

آج ہمارے خدام اور ہماری بچیوں اور بہنوں کو آنحضور ﷺ کے نیک نمونہ و اسوہ کو اپنانا ہو گا۔ آنحضور ﷺ کی عملی تصویر اپنے اندر اُتارنی ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اہم اور اچھوتے مضمون کو جلسہ سالانہ 1904ء کے موقع پر 29دسمبر کو تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے۔ یہ بے ہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے اور اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ وہ بے ہوشی تو نہیں ہوتی جو بچپن میں تھی۔ لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بے ہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا ازخود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفسِ امارہ غالب آجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے۔

اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ساٹھ یا ستر سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف وتکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہیں تین زمانوں پر ہے۔''

اس کے بعد جوانی کے دور کا ذکر کرتے ہوئے اس تقریر میں فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنی شباب کا جب انسان کوئی کام کرسکتا ہے، کیونکہ اس وقت قویٰ میں نشونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں، لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اس پر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔ یہی زمانہ ہے جو مؤاخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں، لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کی جاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لے جائے گا اور شقی بناوے گا۔ ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ نہ کرے گا۔''

اپنے مضمون کا اختتام ایک حدیث نبویؐ سے کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهٗ شَرَّهٗ فَلْيَتَجَهَّزْ إِلَى النَّار

(الفتح الربانی والفیض الربانی از شیخ عبدالقادر جیلانی مجلس نمبر 62 فی التوحید)

یہی حدیث ایک اور جگہ ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے:

مَنْ أَتَى عَلَيْهِ أَرْبَعُونَ سَنَةً فَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ شَرَّهُ فَلْيَتَجَهَّزْ إِلَى النَّار

کہ جو شخص چالیس برس کی عمر تک پہنچ گیا مگر اس کا خیر اس کے شر پر غالب نہ آسکا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانے کی تیاری کرے۔

لہٰذا ہر احمدی نوجوان پر نیکی، خلوص، تقویٰ، تعلق باللہ، احترام مخلوق کی طرف اپنے سفر میں تیزی لانے کے لئے مجاہدہ کا آغاز کرنا چاہئے تا شعبہ جنون کے تحت نئے عزم، نئے ولولہ اور نئے ارادوں کے ساتھ اسلام و احمدیت کے جلد فتح کے لئے کام کرے۔ اور مجسم خیر بن کر شر کو اپنے راستے سے دُور کرتے ہوئے آخرت کی طرف سفر جاری رکھیں۔

كَانَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَمَعَ اَهْلِيْكُمْ وَمَعَ رُفَقَاءِكُمْ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں (قسط چہارم)

(مولانا سید شمشاد احمد ناصر ۔ امریکہ)

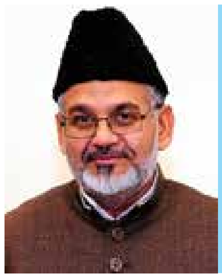

انڈو امریکن نیوز اپنی اشاعت 18 اکتوبر 1993ء میں صفحہ 26 پر ہندوستان میں زلزلہ کے بارے میں رپورٹ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ بہت سے لوگوں اور بچوں نے مہاراشٹر کے علاقہ میں جو زبردست اور ہلاکت خیز زلزلہ آیا تھا اس کے لئے فنڈز اکٹھے کئے ہیں۔ اس موقع پر ایک تقریب میں دیگر مذہبی لیڈروں نے دعائیں بھی کیں۔ جماعت احمدیہ کے مشنری سید شمشاد احمد ناصر نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ترجمہ پیش کیا اور پھر پروگرام کے آخر میں کہا کہ یہ زلزلہ لوگوں کے لئے بہت نقصان کا موجب ہوا ہے اور بہت سی جانیں اس میں ضائع ہوئی ہیں۔ جماعت احمدیہ نے انڈیا افریقہ فنڈ جاری کیا ہوا ہے جو لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

Port Lavaca The Wave ۔ (ہیوسٹن کا ایک اور اخبار) Port Lavaca The Wave نے اپنے سٹاف رائٹر Charlyn Finn کے حوالہ سے لکھا کہ شمشاد احمد پاکستانی مبلغ جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے یہاں اس شہر میں آیا (Port Lavaca پورٹ لواکا) شمشاد نے احمدی فیملیز کا یہاں وزٹ کیا اور ان کی خواہش ہے کہ یہاں پر بھی لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے تا یہاں پر بھی مسلمانوں کی عبادت گاہ بنائی جائے۔ (اخبار نے چرچ لکھا ہے)

اخبار مزید لکھتا ہے کہ سید اس ملک میں آزادانہ عبادت کرسکتا ہے بہ نسبت اپنے ملک پاکستان کے کیونکہ 1884ء میں پاکستان میں ایسے قوانین بنائے گئے جن کی وجہ سے وہ اپنے ملک میں آزادانہ عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ اگر وہ کریں گے تو انہیں جیل بھجوا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اخبار نے جماعت کا تعارف لکھا ہے کہ یہ جماعت 1889ء میں ہندوستان سے شروع ہوئی۔ سید جماعت احمدیہ کا مبلغ اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد بنا اور مشنری ٹریننگ کالج میں تعلیم حاصل کی۔ جو لٹریچر وہ یہاں پر تقسیم کر رہے ہیں اس کو پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض چیزوں میں اسلام اور عیسائیت کی مشابہت ہے۔ مسلمان خدا کو ’’اللہ‘‘ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سید نے ہیوسٹن میں تبلیغ مرکز قائم کیا ہوا ہے جو کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ سید کہتا ہے کہ اس نے انگریزی بولنا گھانا مغربی افریقہ میں سیکھا۔

وائس آف ایشیا کی یکم نومبر 1994ء کی اشاعت میں ہمارا ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر ہے اور دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی۔ جس میں عنوان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد نے فرمایا اور پھر نیچے دس شرائط بیعت انگریزی میں درج ہیں۔ اور سیٹیلائٹ کے ذریعہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبہ جمعہ کا Live انفارمیشن ہے۔

انڈو امریکن نیوز یکم نومبر کی اشاعت میں خاکسار کا ایک خط شائع کرتا ہے جس میں خاکسار نے لکھا ہے کہ سپریم کورٹ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی کے عقیدہ کی تعریف کرے یا اپنا فیصلہ کسی پر ٹھونسے کہ وہ یہ عقیدہ اختیار کرے۔

دی فجی سن نے اپنی اشاعت میں اکتوبر 1993ء میں یوکے کے مسٹر ایم ایم کلارک کا تبصرہ شائع کیا ہے جو اس سے قبل لکھا جاچکا ہے۔

واشنگٹن میں مسجد کا سنگِ بنیاد

دی فجی سن ۔ نومبر 1993ء کی اشاعت میں خاکسار کے حوالہ سے یہ خبر دیتا ہے کہ اسلام میں مسجد کی کیا اہمیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق مسلمان مسجد بناتے ہیں اور جماعت احمدیہ اس وقت دنیا میں مساجد بنانے میں مصروف ہے تا کہ لوگ خدائے واحد کی عبادت کرسکیں۔ دوسری طرف پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد پر ظلم ہو رہے ہیں اور انہیں مساجد بنانے سے روکا جارہا ہے بلکہ بعض جگہوں پر جماعت احمدیہ کی مساجد کو گرا دیا گیا۔ بعض جگہ مساجد کے مینار گرا دیئے گئے اور بعض جگہ مسجدوں کو آگ لگا دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے واشنگٹن کے علاقہ میں ’’مسجد احمدیہ‘‘ کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جو 3 ملین ڈالر کے خرچ سے تعمیر کی جائے گی۔ مضمون میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اگرچہ اس مسجد کا سنگِ بنیاد کچھ عرصہ ہوا جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا مرزا طاہر احمدؒ نے رکھا تھا اب مسجد کی تعمیر کے لئے کام شروع کیا گیا ہے اور اس کی بنیادوں کی کھدائی کے کام کا آغاز مکرم ایم ایم احمد صاحب امیر جماعت امریکہ کی دعاؤں سے شروع ہوا۔ قریباً 500 آدمیوں نے اس موقع پر شرکت کی۔ ایم ایم احمد صاحب نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اسلام میں ایک اہم مقام رکھتی ہے جہاں پر مومن پانچ وقت اکٹھے ہو کر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں اس کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور دیگر مذہبی امور کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا کی عبادت سے لوگوں کو روکتا ہے اور تاریخی طور پر یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں ایک خدا کی عبادت کرنے کی اجازت دی۔ اس سے معلوم ہوگیا ہے کہ بانی اسلام کس قدر ان باتوں کا خیال رکھتے تھے۔

دی لیڈر ۔ اخبار اپنی اشاعت 25 نومبر 1993ء صفحہ 36 پر یہ اہم خبر دیتا ہے کہ ’’بہت اہم، تاریخی اور نہایت کامیاب پیشوایان مذاہب کا جلسہ‘‘ جماعت احمدیہ ہیوسٹن نے سپانسر کیا جو کہ 6 نومبر 1993ء کو منعقد ہوا۔ اس کانفرنس کا مقصد بیان کرتے ہوئے سید شمشاد احمد ناصر نے بتایا کہ یہ اور اس قسم کے کانفرنسیں مذاہب میں آپس میں یکجہتی، اخوت اور ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس موقعہ پر ہندو ازم، بدھ ازم، سکھ ازم، عیسائیت اور اسلام کے نمائندوں نے تقاریر کیں۔ نمائندگان نے اپنی اپنی کتب سے ’’امن‘‘ کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کیا۔

سید شمشاد احمد ناصر نے حاضرین کو خوش آمدید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کی تحریرات سے کچھ اقتباسات پیش کئے جن میں تمام مذاہب کے بارے میں اسلام کی تعلیم کو بیان کیا گیا تھا۔ تمام مقررین کی تقاریر کے بعد ایک خاص سیشن سوال و جواب کا بھی منعقد ہوا۔ قریباً 300 لوگوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔

انڈو امریکن نیوز نے اپنی اشاعت 22 نومبر 1993ء میں بھی یہی خبر دی ہے اور ہر دو اخبار نے مقررین کی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

وائس آف ایشیا نے بھی مندرجہ بالا خبر اپنی اشاعت 22 و نومبر 1993ء کو صفحہ 40 پر سامعین اور مقررین کی تصاویر کے ساتھ دیں۔

دی فجی سن نے بھی یہی خبر اپنے نومبر کی اشاعت میں ایک تصویر کے ساتھ شائع کی۔ اخبار نے کرسچین پادری کی تقریر کرتے ہوئے تصویر دی اور اور لکھا کہ کرسچن پادری مسلمانوں کے انٹر فیتھ میٹنگ میں مسلمانوں کی تعریف کر رہا ہے۔ ہیڈ ٹیبل پر مقررین کانفرنس بیٹھے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا بینر بھی بہت نمایاں ہے۔ جس کے نیچے انگریزی میں ترجمہ بھی لکھا ہوا ہے۔

دی لیڈر اپنی اشاعت 24 فروری 1994ء میں ’’احمدیہ مسلم جماعت‘‘ کے عنوان سے خبر لگاتا ہے کہ رمضان المبارک کے پروگراموں کی تفصیل دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ پانچوں نمازوں، نماز تراویح اور درس کا باقاعدہ انتظام ہو گا۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت مرزا طاہر صاحب کا درس القرآن بھی ہر ہفتہ اور اتوار کو Live نشر ہوا کرے گا۔ روزانہ درس حدیث شمشاد احمد ناصر نماز عشاء کے بعد دیا کریں گے۔

ویسٹ سائڈ سن 10 فروری 1994ء کی اشاعت صفحہ 5 پر خبر دیتا ہے اور خاکسار کا انٹرویو رمضان کے حوالہ سے خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ یہ انٹرویو اخبار کے رپورٹر Kim Coeplin نے لیا تھا۔ اسی انٹرویو میں رمضان المبارک کے حوالہ سے معلومات دی گئی ہیں ۔ یہ انٹرویو اخبار کی اشاعت 2 مارچ 1994ء صفحہ 6A پر شائع ہوا۔ اس سال رمضان 12 فروری سے 13 مارچ تک تھا۔

انڈو امریکن نیوز نے بھی رمضان کے بارے میں ہماری یہی خبر دی کہ 12 فروری 1994 سے رمضان شروع ہو رہا ہے اور مسلمان طلوع فجر سے سورج غروب ہونے تک روزہ رکھیں گے۔

ہیوسٹن کرانیکل نے بھی اپنے مذہبی سیکشن 12 فروری 1994ء صفحہ 2E پر ہماری رمضان المبارک کی خبر دی ہے۔

نیوز ایشیا نے بھی اپنے 14 فروری 1994ء کی اشاعت میں رمضان کے شروع ہونے اور جماعت احمدیہ کے رمضان المبارک میں خصوصی پروگراموں کا تذکرہ کر کے ہمارے مشن ہاؤس کا نمبر بھی دیا تا لوگ مزید معلوم حاصل کرسکیں۔

دی ہیوسٹن پوسٹ۔ انگریزی میں اس اخبار نے اپنی 12 فروری 1994ء کے صفحہ 1E پر ¼ صفحہ کی رمضان المبارک کے بارے میں خبر دی اور خاکسار کا انٹرویو اور سٹیٹمنٹ شائع کی۔ ’’رمضان مسلمانوں کی تربیت کا خاص مہینہ ہے اور یہ مہینہ غرباء اور کمزور لوگوں کی دیکھ بھال اور ان کی خدمت کا خاص مہینہ ہے۔‘‘ سید شمشاد احمد ناصر

نیز یہ کہ اس مہینہ میں ہم کثرت سے تلاوت کرتے اور صدقہ و خیرات بھی کثرت کے ساتھ کرتے ہیں۔ اخبار نے لکھا کہ شمشاد جو جماعت احمدیہ ہیوسٹن میں مبلغ ہیں رمضان میں روزانہ قرآن کریم کا درس بھی دیا کریں گے۔ جبکہ بازنیا کے مسلمانوں کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کی جائیں گی۔ اسلامک سوسائٹی آف ہیوسٹن کی بھی اس میں خبر ہے کہ انہوں نے نیشنل ریلیف فنڈ کے لئے رقم اکٹھی کی ہے۔

پورٹ لواکا ویو نے بھی اپنی اشاعت 12 فروری 1994 صفحہ 5A پر رمضان المبارک کی ہماری خبر دی ہے جس کا عنوان یہ لگایا ہے۔

Muslims begin training.

یعنی ’’مسلمانوں کی تربیت کا مہینہ‘‘ شروع

انڈو امریکن نیوز۔ 9 مئی 1994ء میں ایک تصویر کے ساتھ جس میں دائیں طرف مکرم نوح ہنسن آف ڈنمارک، مکرم برادر مظفر احمد ظفر نائب امیر، خاکسار سید شمشاد احمد ناصر مشنری ہیوسٹن، بیٹھے ہوئے ہیں اور مکرم مختار احمد چیمہ صاحب مبلغ تقریر کر رہے ہیں۔ اور بیک گراؤنڈ میں حدیث نبوی ﷺ عربی اور انگریزی ترجمہ اور کلمہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ ہے۔ حدیث نبوی کہ ’’ہمارے مہدی کے 2 نشانات ہیں: سورج اور چاند کا گرہن لگنا‘‘ شائع کی ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ احمدیہ جماعت ہیوسٹن آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے سو سال پورا ہونے پر کہ مہدی کی صداقت کی 2علامات ہوں گی کہ اس کے وقت میں سورج اور چاند کو گرہن لگے، منا رہے ہیں۔ ہیوسٹن کے پریٹ ہال میں 17 اپریل کو یہ جلسہ کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم یمن کے ایک احمدی مکرم محمد احمد شبوطی صاحب نے کی اور اس کا ترجمہ برادر عبداللہ آف نائیجیریا نے کیا (برادر عبداللہ صاحب اس وقت نائیجیریا میں ایک سٹیٹ کے گورنر ہیں) داؤد منیر صاحب نے نظم پڑھی اور سید شمشاد احمد ناصر مبلغ نے خوش آمدید ایڈریس پڑھا۔ اس میں 300 سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔ مہمانوں میں سکھ، ہندو اور بازنین مسلمان، عیسائی، رشین اور عرب مسلمان شامل ہوئے۔ ہیوسٹن کے علاوہ ڈلس، نیوآرلینز اور بیٹن روج اور آسٹن سے بھی احباب نے شرکت کی۔

شمشاد نے احمدیہ جماعت کا تعارف بھی کرایا اور اس زمانے میں آنے والے امام اور مسیح موعود کا ذکر بھی کیا۔

مختار چیمہ مبلغ نیویارک نے تقریر کی۔ جس میں انہوں نے ہندو، سکھ، مسلمانوں اور عیسائیوں کی کتب سے آخری زمانے میں آنے والے کی صداقت کی تعلیم بیان کی۔ اختتامی تقریر میں الحاج ڈاکٹر مظفر احمد ظفر نائب امیر نے بتایا کہ سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئی کس طرح بانی جماعت احمدیہ کے وجود میں پوری ہوئی۔

ویسٹ سائڈ سن ۔ نے اپنی اشاعت 12 مئی 1994ء میں 5 بچوں کے ناموں کے ساتھ ایک تصویر شائع کی کہ وہ ایک فنکشن کے موقع پر آنحضرت ﷺ کی تعریف میں نظم پڑھ رہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر بھی اس میں نظر آ رہی ہے۔

وائس آف ایشیاء نے اپنی اپریل 1994ء کی اشاعت صفحہ 15 پر ہمارا اشتہار شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود کی تصویر کے ساتھ عربی اور انگریزی میں ان لمھدیینا آیتین منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق السموات والارض (دارقطنی) شائع ہوا ہے۔ نیز اخبار میں اس پیشگوئی کے سو سال پورا ہونے پر پریٹ ہال میں جو تقریب منعقد ہو رہی ہے اس کی خبر اور تفصیل ہے۔

وائس آف ایشیا نے اپنی 9 مئی 1994 صفحہ 47 پر 2 بڑی تصاویر کے ساتھ اس پیشگوئی کے انعقاد کی تقریب کی خبر دی ہے۔ ایک تصویر میں ہماری بچیاں نظم پڑھی رہی ہیں۔ اور دوسری تصویر میں محمد احمد شبوطی صاحب تلاوت کر رہے ہیں جبکہ سٹیج پر مکرم چیمہ صاحب، مکرم نوح صاحب، مکرم برادر مظفر احمد صاحب نائب امیر اور خاکسار بیٹھے ہیں۔ خبر کی تفصیل بالکل وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

وائس آف ایشیا کی 18 اپریل 1994ء میں اس سیمینار کے بارے میں معلوماتی خبر دی گئی ہے۔

انڈو امریکن نیوز نے بھی مختصراً اسی خبر کو شائع کیا ہے اپنی 18 اپریل 1994ء کی اشاعت میں۔

دی لیڈر اخبار نے 5 مئی 1994ء کی اشاعت میں ایک تصویر کے ساتھ جو کہ پانچ اطفال کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ نظم آنحضرت ﷺ کی تعریف میں پڑھ رہے ہیں شائع کی ہے نیز خبر میں لکھا ہے کہ انہوں نے ہمارے مہدی کی علامات سورج اور چاند کو گرہن کی پیشگوئی پر سو سال پورا ہونے پر یہ تقریب پریٹ ہال میں منعقد کی ہے۔ مقررین کے نام اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی شرکت کو بھی لکھا ہے۔

انڈو امریکن نیوز نے بھی 11 اپریل 1994ء کی اشاعت میں اسی سلسلہ میں ہمارا اشتہار شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور حدیث نبوی ان لمھدینا آیتین۔ سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئی کے بارے میں، عربی اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے۔ اور جماعت کا تعارف ہے ۔

وائس آف ایشیا کی 18 اپریل 1994ء صفحہ 50 پر مکرم صالح محمد الہ دین کا ایک لیکچر اسی پیشگوئی کے بارے میں شائع ہوا ہے جو آپ نے 1992ء میں کلکتہ میں دیا تھا۔

ایک اہم خبر۔ میرے فولڈر میں ایک خبر لگی ہوئی ہے لیکن اخبار کا نام Missing ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے۔

Blasphemy Laws abused: Amnesty.

اسلام آباد راؤٹر کے حوالہ سے یہ خبر ہے کہ پاکستان میں توہین مذہب و توہین رسالت کے قوانین کو بے دردی کے ساتھ اقلیتوں کے خلاف غلط استعمال کیا جارہا ہے ۔ یہ بات ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بدھ 27 جولائی کو کہی۔ اخبار یہ بھی لکھتا ہے کہ بے نظیر کی حکومت نے کہا ہے کہ ہم اس بات کا دھیان کریں گے کہ آئندہ توہینِ مذہب کے قانون کا غلط اور بے جا استعمال نہ ہو گا۔ اخبار لکھتا ہے کہ پاکستان میں یہ قانون بے جا طور پر استعمال ہو رہا ہے نہ صرف یہ بلکہ یہ قانون لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اقلیتوں پر بے جا مظالم ڈھائیں۔

اقبال حیدر جو کہ قانون دان اور حکومت کے وزیر ہیں نے اس بات کو کنفرم کیا ہے کہ وہ علماء کو کہتے ہیں کہ سنی سنائی بات پر دھیان نہ دیں اور بلاوجہ فتویٰ ایشو نہ کریں۔ ہمیں مذہبی جنون سے باز رہنا چاہئے۔ متشدد مسلمانوں کے علماء نے حیدر کے خلاف مظاہرے بھی کئے ہیں۔ اخبار لکھتا ہے کہ

ایمنسٹی نے یہ بھی کہا ہے کہ توہین مذہب کے کیسز میں سب سے زیادہ اقلیتی احمدیہ فرقہ کے لوگ اس کا نشانہ بن رہے ہیں۔

وائس آف ایشیا یکم اگست 1994ء صفحہ 33 پر حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی ایک تصویر شائع کرتا ہے اور مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کینیڈا کی بھی تصویر شائع کرتا ہے۔ جس میں وہ کینیڈا کے 18 ویں جلسہ سالانہ کی خبر تفصیل کے ساتھ دیتا ہے۔ جو یکم تا 3 جولائی 1994ء کو کینیڈا میں ہوا۔ مرزا طاہر احمد یہ جماعت کے روحانی پیشوا اس میں شامل ہوئے اور خطبہ اور نماز جمعہ سے جلسہ کا آغاز کیا۔ جمعہ مسجد بیت الاسلام میں پڑھایا۔ خطبہ جمعہ میں مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اپنائیں۔ پانچوں نمازیں باقاعدگی سے پڑھیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ہمارے لئے بہترین نمونہ آنحضرت ﷺ ہیں۔ اس لئے آپؐ ہی کے اخلاق کو سیکھیں اور اپنائیں۔ انہوں نے کانفرنس کے اختتام پر اپنی بہت اعلیٰ تقریر میں ’’دنیا کے امن‘‘ کے بارے میں اسلامی تعلیم بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے کہ اگر ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار اور بندوقیں ہوں تو ہم امن حاصل کرسکیں۔ دنیا میں بے چینی کی وجہ یہ ہے کہ بندے کا خدا کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا مشن یہی ہے کہ اس وقت اخلاق کی اعلیٰ قدروں کو قائم کیا جائے اور یہی میرا پیغام ہے سب کے لئے۔ بلا امتیاز قوم وملت۔ اس جلسہ میں 7000 سے زائد لوگ شامل ہوئے۔ 2000 سے زائد لوگ امریکہ سے سفر کرکے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

کینیڈا کے منسٹر آف سٹیٹ Gerry Weiner نے کہا کہ ہم احمدیہ لوگوں کے مشکور ہیں اور ان کی قوم و ملک (کینیڈا) کی خدمات کو سراہتے ہیں۔

دی لیڈر اپنی 28 جولائی 1994ء کی اشاعت میں حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی تصویر کے ساتھ جلسہ سالانہ کینیڈا کی خبر شائع کرتا ہے اور حضرت صاحب کی تقریر ’’دنیا کے عالمی امن‘‘ کے بارے میں خاص طور پر ذکر کرتا ہے۔

انڈو امریکن نیوز اپنی یکم اگست 1994ء کی اشاعت میں خاکسار کا ایک مضمون شائع کرتا ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ ’’احمدیہ کانفرنس میں امن کی بات اور تعلیم‘‘۔ اخبار نے حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی تصویر بھی شائع کی ہے اور مضمون میں جلسہ سالانہ کینیڈا کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

West Sun 1960 نے اپنی 25 مئی 1994ء کی اشاعت میں ہیوسٹن میں سورج و چاند گرہن کے کی پیشگوئی پر سو سال پورا ہونے پر جو جشن منایا اس کی تفصیل مع تصویر شائع کی ہے۔

وائس آف ایشیا، انڈو امریکن نیوز، پورٹ لواکا دی ویو نے خدام، اطفال اور لجنہ کے اجتماعات کی مختصراً خبریں شائع کی ہیں۔

دی لیڈر نے اپنی 18 اگست 1994 صفحہ 19 پر ’’چرچ نیوز‘‘ کے تحت ’’احمدیہ مسلم‘‘ لکھ کر جلسہ سالانہ یوکے کی مختصراً خبر شائع کی ہے جو کہ 29-31 جولائی 1994ء کو منعقد ہوا۔ اخبار نے لکھا کہ یہ جلسہ دنیا کے 5 براعظموں میں دیکھا اور سنا گیا جبکہ امریکہ ، کینیڈا، ایشیا، پاکستان، انڈیا، نائیجیریا، جاپان، بوزنیا، مغربی جرمنی، فلسطین اور یورپین ممالک سے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

East Sun 1960 نے اپنی 31 اگست 1994 ء کی اشاعت میں ’’مذہب‘‘ کے نیچے ہماری خبر دی ہے کہ یوکے میں احمدیہ جماعت کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

اس میں مختلف ممالک سے لوگ شامل ہوئے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب احمدیہ جماعت کے عالمگیر لیڈر نے خطاب کیا اور دنیا میں ہونے والی احمدیہ جماعت کی ترقیات سے آگاہ کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے یہ بھی بتایا کہ افریقہ کے مختلف ممالک میں ہسپتال بھی قائم کئے گئے ہیں۔ نیز قرآن کریم کا 52 زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ نیز انہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ ایک سال کے دوران 418000 نئے لوگ 120 ممالک سے احمدیت میں شامل ہوئے۔

وائس آف ایشیا نے 29 اگست 1994ء کی اشاعت میں حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی تصویر کے ساتھ جلسہ سالانہ یوکے 29 تا31 جولائی

1994ء کی خبر شائع کی۔

وائس آف ایشیا کی اشاعت صفحہ 36، 17 اکتوبر 1994ء۔ پورے صفحہ پر دو باتیں شائع ہوئیں ہیں۔ نصف صفحہ پر مسجد بیت الرحمن میری لینڈ امریکہ کی تصویر ہے۔ اس خبر میں بتایا گیا کہ واشنگٹن جو امریکہ کا ہیڈ کوارٹر ہے میں، جماعت احمدیہ نے 4 ملین ڈالر کی لاگت سے مسجد بیت الرحمان کی تعمیر مکمل کر لی ہے۔ پھر جماعت احمدیہ کا تعارف ہے کہ یہ انڈیا سے 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد کے ذریعہ شروع ہوئی۔ اور اس وقت دنیا کے 143 ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہو گئی ہیں۔ اس کا ہیڈ کوارٹر تو ربوہ پاکستان ہے لیکن لندن سے جماعت کے کام کو سپروائز کیا جا رہا ہے۔ امریکہ میں اس وقت جماعت احمدیہ کی 40 شہروں میں شاخیں قائم ہیں۔ اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح جماعت احمدیہ امریکہ کے 46 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر ہو گا۔ جماعت احمدیہ کے موجودہ سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اس مسجد کا افتتاح کریں گے۔

مسجد کی بنیاد رکھے جانے کے وقت مسٹر ایم ایم احمد صاحب، جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل صدر نے کہا کہ اسلام کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے جبکہ دہشت گردی کا تعلق نہ اسلام سے ہے اور نہ ہماری زندگیوں سے۔ جماعت احمدیہ اس وقت بے شمار جگہوں پر خدمت خلق کے کام کر رہی ہے جو کہ عین اسلام کے مطابق ہیں۔ مسجد کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس میں اکٹھے ہو کر خدائے واحد کی عبادت کریں۔ احمدیہ جماعت تمام مساجد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کا پورا پورا احترام کرتی اور ان کے تقدس کا خیال رکھتی ہے اور اس کی حفاظت کرتی ہے۔ ایم ایم احمد نے مزید کہا کہ جماعت احمدیہ کا مطمع نظر یہ ہے کہ اسلام کے خلاف جو غلط فہمیاں ہیں ان کا ازالہ کرے۔

اخبار کے بقیہ نصف صفحہ پر اس عنوان سے خبر ہے:

Demolition of Ahmadiyya Mosque in Pakistan.Does anyone care?

پاکستان میں احمدیہ جماعت کی مسجد کو منہدم کر دیا گیا۔ کیا کوئی اس کا بھی فکر رکھتا یا کرتا ہے؟

راؤٹر نیوز ایجنسی سے لی گئی خبر میں بتایا گیا ہے کہ راولپنڈی کی مقامی انتظامیہ نے 15 ستمبر کو جماعت احمدیہ کی مسجد کو منہدم کر دیا۔ یہ مسجد جماعت کی گزشتہ 50 سال سے ہے۔ اس کی ملکیت پر نہ تو کوئی جھگڑا تھا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ یہ اپنی عبادت گاہ نہیں رکھ سکتے۔ یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ احمدیہ جماعت کی مسجد کو منہدم کیا گیا بلکہ پورے پاکستان میں ایک درجن سے زائد مساجد کو (احمدیہ مساجد) منہدم کر دیا گیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ یہ اس وقت سے ہو رہا ہے جب جنرل ضیاء کی حکومت نے 1984ء میں XX آرڈیننس لاگو کیا۔ اس مسجد کو گرانے میں پولیس نے مدد کی۔

مضمون میں عقائد کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ کس بناء پر انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت نے بھی اس سلسلہ میں کوئی مدد نہیں کی۔

مضمون نگار لکھتا ہے کہ یہ بنیادی حقوق کی پامالی پر خاموشی ہے جبکہ دنیا میں اس وقت خصوصیت کے ساتھ انسان کے بنیادی حقوق کی آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ خصوصاً امریکہ میں تو ان باتوں پر خاموشی کے کیا معانی ہیں؟ اس بات پر یورپین ممالک میں بھی خاموشی پائی جاتی ہے۔

یہ بھی حیران کن ہے کہ بابری مسجد کے گرانے پر شور ڈالا جا رہا ہے جبکہ مسلمان ہی مسلمانوں کی مسجد کو گرا رہے ہیں۔ کیا اس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مسلمان تو مسلمانوں کی مسجد کو گرا سکتے ہیں۔ اس کی اجازت ہے؟

یہ مضمون Mr.David Frawly نے Santa.Fe نیومیکسیکو سے لکھا ہے۔

East Sun 1960 نے 12 اکتوبر 1994ء صفحہ 4B پر مختصراً خبر شائع کی ہے کہ ہیوسٹن کے احمدیہ جماعت کے ممبرز نے واشنگٹن کے جلسہ سالانہ اور مسجد بیت الرحمن کے افتتاح کے فنکشن میں شرکت کی ہے۔

انڈو امریکن نیوز۔ 24 اکتوبر 1994ء صفحہ 12 پر یہ خبر دیتا ہے کہ

Ahmadiyya complain of murders by Fanatics.

اسلام آباد۔ انہوں نے راؤٹر کے حوالہ سے یہ خبر دی ہے کہ جماعت احمدیہ جسے پاکستان میں بین کیا ہوا ہے یعنی جس پر پابندی ہے نے کہا ہے کہ ان کے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور حکومت پاکستان ان کی حفاظت کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھا رہی اور جماعت احمدیہ پر گزشتہ 20 سال سے ظلم کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر جو نسیم بابر صاحب کا قتل ہوا ہے حکومت نے اس پر کوئی ایکشن ہی نہیں لیا جبکہ بے نظیر بھٹو پرائم منسٹر آف پاکستان اور صدر پاکستان فاروق لغاری کو متعدد مرتبہ اس کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ اپریل تک یہ جماعت احمدیہ کے افراد کا تیسرا قتل ہے۔

ہیومن رائٹس تنظیموں نے بھی متعدد مرتبہ احمدیوں پر اس ناروا ظلم کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حال ہی میں پنڈی میں جماعت کی مسجد کو بھی منہدم کیا گیا ہے ''ملاں'' متشدد رویہ رکھنے کی وجہ سے خبر کے آخر میں لکھا ہے کہ بھٹو حکومت نے 1974ء میں احمدیوں کو قانون کی اغراض کی خاطر غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور 1984ء میں ضیاء آرڈیننس کی وجہ سے ان پر یہ ظلم کیا جا رہا ہے۔

وائس آف ایشیا نے بھی اپنی اشاعت 24 اکتوبر 1994ء میں اسی حوالہ سے تفصیل کے ساتھ یہی خبر دی ہے۔

دی کالونی لیڈر اپنی اشاعت 21 ستمبر 1994 کو صفحہ 10 A پر Ahmadiyya Muslim کے عنوان سے خبر دیتا ہے کہ ''جماعت احمدیہ ڈلس'' کے لوگ یہاں پر جلسہ سیرت النبی (ﷺ) کر رہے ہیں جو کہ 25 ستمبر کو ہو گا۔ اس جلسہ میں آنحضرت ﷺ کی عالمگیر امن، پیار اور محبت کی تعلیم کو اجاگر کیا جائے گا اور اسلام اور بانی اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کیا جائے گا۔ حمید نسیم ''خواتین کے مقام'' طارق حمید ''آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین'' اور سید شمشاد احمد ناصر مشنری ''آنحضرت ﷺ کا بلند مقام حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد کی نگاہ میں'' تقاریر کریں گے۔

دی پورٹ لواکا ویو نے اپنی اشاعت میں خدام و اطفال کی ایک تصویر کے ساتھ نیشنل اجتماع کی واشنگٹن میں منعقد ہونے کی خبر شائع کی ہے۔ جس میں ہیوسٹن سے بذریعہ Van، 1600 میل کا سفر طے کر کے خدام و اطفال نے اجتماع میں شرکت کی تھی جو کہ 12 تا 14 اگست کو منعقد ہوا تھا۔

وائس آف ایشیا نے 19 ستمبر 1994ء کی اشاعت میں دو تصاویر کے ساتھ اسی کنونشن یعنی خدام و اطفال کے نیشنل سالانہ اجتماع کی خبر شائع کی ہے۔ شمشاد احمد نے بتایا ہے کہ اجتماع کا مقصد نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت ہے۔ ڈیٹن کے مبلغ مرزا محمود احمد صاحب اور جنرل سیکرٹری امریکہ جماعت مکرم ملک مسعود صاحب نے بھی تقاریر کیں۔ ہیوسٹن سے 18 خدام و اطفال نے شرکت کی تھی۔ الحاج ڈاکٹر مظفر احمد ظفر صاحب نائب امیر نے بھی افتتاحی و اختتامی تقاریر کیں۔ اخبار لکھتا ہے کہ جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والا موعود مرزا غلام احمد (1835-1908) ہے۔ اخبار نے اس خبر کے آخر میں ڈلس میں جلسہ سیرت النبی ﷺ والی خبر بھی دی ہے۔

میموریل سپرنگ برانچ دی سن نے اپنی اشاعت 15 ستمبر 1994ء میں خدام کے اجتماع میں شرکت کرنے کی خبر مع ایک تصویر کے شائع کی ہے جس میں سید سعادت احمد انعام حاصل کر رہے ہیں۔

دی لیڈر اخبار نے اپنی اشاعت 15 ستمبر 1994ء نے ''احمدیہ موومنٹ ان اسلام'' عنوان سے مربی صاحب کی ایک تصویر تقریر کرتے ہوئے شائع کی ہے اور خبر میں لکھا ہے کہ 12 تا 14 اگست کو واشنگٹن میں جماعت کی تنظیم خدام و اطفال کا سالانہ اجتماع ہوا جس میں ہیوسٹن کے خدام و اطفال نے شرکت کی۔ شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ نے اجتماع کا مقصد یہ بتایا کہ اس سے نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت مقصود ہے۔ اجتماع کے شروع ہونے سے قبل نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں شمشاد احمد ناصر مبلغ نے بتایا کہ نوجوانوں کو چاہئے کہ اسلام کی تبلیغ کریں اور ہر ایک تک اسلام کا پیغام پہنچائیں اور اس اجتماع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ مرزا محمود احمد، ملک مسعود اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا جبکہ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات بھی دیئے گئے۔

East Sun 1960 نے بھی دو تصاویر کے ساتھ اس اجتماع کی خبر مختصراً دی۔ بابر چوہدری جو ٹیم کے کیپٹن تھے نے اور وقار جمیل نے انعامات لئے۔

انڈو امریکن نیوز 26 ستمبر 1994ء نصف صفحہ کی خبر میں تصویر شائع کی ہے جس میں جماعت احمدیہ کے نیشنل امیر صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ہیں۔ انہوں نے اپنے گھر میں ہیوسٹن سے آئے ہوئے تمام 18 خدام و اطفال کو دعوت چائے دی ہوئی ہے۔ اجتماع کی خبر بھی ہے اور یہ تصویر بھی ہے۔

نوٹ: خاکسار نے مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر صاحب سے درخواست کی تھی کہ ہیوسٹن سے آئے ہوئے تمام خدام کو آپ سے ملاقات کرانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ان کے لئے آپ کی ملاقات صحبت صالحین کا ایک ذریعہ ہو گا۔ جو آپ نے از راہ شفقت منظور فرمائی اور سب کو اپنے گھر ڈرائنگ روم میں بٹھا کر ملاقات کی۔ چائے اور دیگر لوازمات سے مہمان نوازی کی۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اخبار نے اس خبر کے آخر میں ڈلس میں ہونے والے جلسہ سیرت النبی ﷺ کی بھی مختصراً خبر دی ہے۔

دی ہیوسٹن پوسٹ نے 24 ستمبر 1994ء صفحہ 3E پر مذہب کے سیکشن میں Muslim کے عنوان کے تحت ہماری مختصراً خبر کہ حمید نسیم، طارق حامد (برادر منیر احمد حامد مرحوم۔ سابق نائب امیر جماعت یو ایس اے کے بیٹے) اور سید شمشاد احمد ناصر سیرت النبی (ﷺ) کے موضوعات پر ریجنل کانفرنس میں تقاریر کریں گے۔

پلانو سٹار کوریر نے اپنی اشاعت 22 ستمبر 1994 صفحہ 6A پر، مربی صاحب کا ایک انٹرویو شائع کیا اور خبر دی۔ اس خبر کا عنوان ہے

اسلام کے بارے میں کانفرنس کا پلان

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اس خبر اور انٹرویو لینے والی خاتون کا نام Cathy Spaulding ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ اتوار کو ہونے والی کانفرنس میں ٹیکساس کے مسلم کہتے ہیں کہ اس سے اسلام اور بانی اسلام محمد (ﷺ) کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کا موقع ملے گا۔ وقت اور جگہ کی اطلاع لکھنے کے ساتھ وہ بتاتی ہیں کہ ساؤتھ ریجن کے مسلمان مبلغ سید شمشاد اے ناصر کہتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں بہت زیادہ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورت بحیثیت ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کے اسلام میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بعض مسلمان ممالک میں خواتین پر پابندیاں ہیں لیکن وہ اسلام نے نہیں لگائیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بعض لوگ مسلمان خواتین کو پردہ (برقع) اور لمبے لباس میں دیکھتے ہیں تو مردوں پر بھی لباس کی پابندی ہے۔ یہ بھی بہت غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہیں۔ اگر کوئی شخص میرے گھر پر آ کر مجھ پر حملہ کرے تو کیا مجھے اپنے دفاع کا حق نہیں ہے؟

’’جہاد‘‘ کے غلط معانی سے بھی لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ حالانکہ جہاد کے معانی ہیں اچھے کام کے لئے کوشش کرنا۔ اپنی اصلاح کرنا بہت بڑا جہاد ہے۔ مبلغ جماعت نے کہا کہ اس کانفرنس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے ہم اپنے لوگوں کو اسلام کی اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کی تعلیمات سے آگاہی دیں گے تا کہ وہ اسلامی باتوں پر کاربند ہو جائیں۔ رپورٹر نے خبر کے آخر میں عناوین اور مقررین کا بھی ذکر کیا۔

لیئوس وِل لیڈر اخبار نے 17 ستمبر 1994ء صفحہ 6-B پر سیرت النبی ﷺ کے ریجنل جلسہ کا ڈلس میں انعقاد کی خبر دی اور مقررین کے نام مع عناوین جگہ، تاریخ اور وقت کی بھی اطلاع دی۔

انڈو امریکن نیوز نے اپنی اشاعت 19 ستمبر 1994ء ڈلس میں ریجنل جلسہ سیرت النبی (ﷺ) کی خبر مع مقررین و عناوین دی۔ مقررین میں ڈاکٹر حمید نسیم، ’’آنحضرت ﷺ کی نگاہ میں عورت کا مقام اور آزادی نسواں‘‘

طارق حامد، ’’آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین‘‘۔

سید شمشاد احمد ناصر۔ ’’آنحضرت ﷺ کی بلند شان حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں‘‘

رچرڈسن نیوز۔ یہ اخبار بھی ڈلس ٹیکساس کے علاقہ کا اخبار ہے۔ اس نے بھی اپنی اشاعت میں ریجنل جلسہ سیرت النبی (ﷺ) کے بارے میں متذکرہ بالا خبر مع مقررین و عناوین اور جگہ و تاریخ کے ساتھ دی۔

ڈلس مارننگ نیوز نے 24 ستمبر 1994ء میں متذکرہ بالا خبر شائع کی۔ (ریجنل جلسہ سیرت النبی ﷺ)

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

آج کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس کے فضل سے اچھے کام پورے ہوتے ہیں۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کاموں کے تکمیل پانے اور بامراد ہونے کی بہت پیاری دعا ہے۔

سرورِ کونین، خاتم الانبیاء، اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گزار پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبتِ الٰہی، شکرِ نعمت، ذکرِ الٰہی، حمدِ باری تعالیٰ کے حسین رنگ اس جامع دعا میں نظر آتے ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ کی دعا قبولیت کا درجہ پاتی اور آپ ﷺ کے نیک کاموں کی تکمیل ہوتی تو آپ ﷺ مندرجہ بالا دعا فرماتے تھے۔

مرسلہ: قدسیہ محمود سردار

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت …… از صفحہ 1

گا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہو گا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آ رہی ہو گی۔

پس ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے اور راہ ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ایسے باپوں کو ماڈل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے خوش ہوتی ہیں اور پھر ایسی بیویاں ایسے خاوندوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے عملوں کو بھی ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس طرح ایسے لوگ بغیر کچھ کہے بھی خاموشی سے ہی ایک اچھے راعی، ایک اچھے نگران کا نمونہ بھی قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ بھی ان کی تعریف کے گیت گا رہا ہوتا ہے اور ان کا ماحول اور معاشرہ بھی ایسے لوگوں کی خوبیاں گنوا رہا ہوتا ہے۔ ان کا افسر بھی ایسے شخص کی فرض شناسی کے قصے سنا رہا ہوتا ہے اور اس کا ماتحت بھی ایسے اعلیٰ اخلاق کے افسر کے گن گا رہا ہوتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے دوست اور ساتھی بھی اس کی دوستی میں فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خوبیاں ہیں جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل کر کے ایک مومن حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں۔ یہاں تو میں ساری گنوا نہیں سکتا۔ تو جس کو یہ سب کچھ مل جائے وہ کس طرح سوچ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے جب عمل کرنے کے بعد یہ سب کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اور پھر جو دوسری مثال اس میں دی کہ جو اتنی نیکی رکھتا ہے گو وہ باقاعدہ گھر میں تلاوت تو نہیں کر رہا ہوتا، ترجمہ پڑھنے والا تو نہیں ہے، اس پر غور کرنے والا تو نہیں ہے لیکن جب بھی جمعہ پر آتا ہے، درسوں پر آتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، وہاں قرآن کریم کی کوئی ہدایت کی بات سن لیتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اس کا مزا تو نہیں لیتا جو قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور غور کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بھی وہ کچھ نہ کچھ حصہ لے رہا ہوتا ہے۔

اس مثال میں جس طرح بیان کیا گیا ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے دکھاوے کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہیں تو قرآن کریم کی خوشبو اس کو پڑھنے کی وجہ سے ماحول میں قائم ہو گی۔ کوئی نیک فطرت اس سے فائدہ اٹھا لے گا۔ لیکن وہ شخص جو دکھاوے کی خاطر یہ سب کچھ کر رہا ہے اس شخص کو اس کا پڑھنا کوئی مٹھاس، کوئی خوشبو میسر نہیں کر سکتی۔ کوئی فائدہ اس کو نہیں پہنچے گا۔ اور پھر وہ شخص جو نہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے، اس میں تو فرمایا کہ ایسی منافقت بھر گئی ہے کہ جس میں نہ خوشبو ہے اور نہ مزا ہے۔ نہ وہ خود فیض پا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فیض پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایسا بننے سے محفوظ رکھے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2004)

07 اکتوبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:58	18:03
مدینہ منورہ	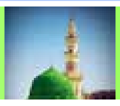	04:58	18:02
قادیان	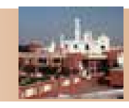	05:05	18:06
ربوہ		04:45	17:46
اسلام آباد ٹلفورڈ	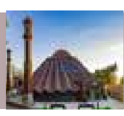	05:44	18:27